بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلوة والسلام على رسوله الكريم، وعلى آله وأصحابه أجمعين، وعلى كلّ من تبعهم بإحسان إلى يوم الدّين

أمابعد

جولوگ رکوع یاسجدے پر قادر نہ ہوں' ان کے نماز کے طریقے کے بارے میں دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء سے مختلف سوالات کے جواب میں بہت سے فتاویٰ جاری ہوتے رہے ہیں۔ان فتاویٰ کا ایک انتخاب ایک رسالے کی صورت میں بھی شائع ہوا ہے۔ان میں سے بعض فتاویٰ پر بندے کی تصدیق بھی ہے۔لیکن بعد میں کچھ سوالات کے جواب میں اس مسئلے کی مزید تحقیق کی نوبت آئی' تو سابقہ فتاویٰ کے بعض امور کی وضاحت اور بعض امور سے رجوع ضروری معلوم ہوا۔اس لئے ذیل کی تحریر لکھی جارہی ہے۔

جو شخص قیام پر قادر ہو' سجدے پر نہیں' اُس کیلئے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم

(۱)......جو شخص زمین پر سرٹکا کر سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو اس کے بارے میں حضرات فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کا مشہور مسلک یہ ہے کہ اس سے قیام اور رکوع کی رکنیت ساقط ہوجاتی ہے ،لہذا اس کے لئے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے۔اور اگر قیام کی حالت میں اشارہ سے نماز پڑھنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے' لیکن خلاف اولیٰ ہے۔قیام کی حالت میں اشارے سے نماز پڑھنے کے مقابلے میں زمین پر بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا سجدے کی ہیئت سے قریب ہونے کی وجہ سے افضل ہے' جیسا کہ ہدایہ میں فرمایا گیا ہے کہ" والأفضل هو الإيماء قاعداً' لأنّه اشبه بالسّجود۔" (ہدایہ مع فتح القدیر ج ا ص ۴۶۰) چنانچہ سابقہ فتاویٰ میں اسی موقف کو اختیار کرتے ہوئے علی الاطلاق یہ کہا گیا ہے کہ ایسے شخص سے قیام ساقط ہوجاتا ہے۔

اس سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ حنفیہ کا یہ مسئلہ کہ سجدے سے معذور ہونے کی صورت میں قیام بھی ساقط ہوجاتا ہے' اگرچہ خود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے' چنانچہ قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الزیادات میں ہے کہ:

"قال محمّد رحمه الله : رجل بحلقه جراح لايقدر على السّجود ويقدر على غيرها من الأفعال ' فإنّه يُصلّى قاعداً بإيماء "(شرح الزيادات ج١ ص ٢٣٥و٢٣٦)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تو بظاہر اتنا مسئلہ ہی منقول ہے' لیکن اسکی یہ وجہ بھی قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الزیادات ہی میں بیان فرمائی گئی ہے کہ قیام سجدے کا وسیلہ ہے' اور جب سجدہ عذر کی وجہ سے ساقط ہوگیا تو قیام بھی ساقط

ہوگیا۔ چونکہ شرح الزیادات میں درج کا طریقہ اختیار فرمایا گیا ہے، اس لئے یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ مسئلے کی یہ تعلیل بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، یا نہیں، البتہ ظاہر یہ ہے کہ تعلیل قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہے، کیونکہ جیسا کہ آگے آرہا ہے، امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے جو قاضی خان رحمہ اللہ تعالیٰ سے زماناً ورتبۃً متقدم ہیں، اسکی دوسری وجہ بیان فرمائی ہے۔

قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ نے جو وجہ بیان فرمائی ہے، حنفیہ کی بیشتر کتابوں میں اُسی کو اختیار کیا گیا ہے، لیکن علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ قیام ایک مستقل رکن ہے، اور ایک رکن کے ساقط ہونے سے دوسرے رکن کا ساقط ہونا لازم نہیں آتا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''هذا مبنيّ على صحّة المقدّمة القائلة ركنيّة القيام ليس إلّا للتوسل إلى السّجود وقد أثبتها بقوله 'لما فيها من زيادة التّعظيم' أي السّجدة على وجه الانحطاط من القيام فيها نهاية التّعظيم' وهو المطلوب' فكان طلب القيام لتحقيقه' فإذا سقط' سقط ما وجب له۔ وقد يُمنع أنّ شرعيّته لهذا على وجه الحصر' بل له ولما فيه نفسه من التّعظيم' كما يُشاهد في الشّاهد من اعتباره كذلك' حتّى يُحبّه أهل التّجبّر لذلك۔ فإذا فات أحد التّعظيمين' صار مطلوباً بما فيه نفسه۔ ويدلّ على نفي هذه الدّعوى أنّ من قدر على القعود والرّكوع والسّجود' لاالقيام' وجب عليه القعود' مع أنّه ليس في السّجود عقيبه تلك النّهاية' لعدم مسبوقيّته بالقيام۔ (فتح القدير مع الكفاية ج١ ص ٤٦٠)

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کے اس اعتراض کو نہایت قوی قرار دیکر فرمایا ہے کہ:

"قلت: وهذا إيراد قويّ لايدان لدفعه۔" (إعلاء السّنن ج ٧ ص ٢٠١)

پھر حضرتؒ نے قیام کے مستقل رکن ہونے کے قوی دلائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"إنّ ركنيّة القيام قد ثبتت بالنّصّ' وهو قوله تعالى: 'وقوموا للّه قانتين' وقوله صلّى الله عليه وسلّم لعمران: صلّ قائماً' فإن لم تستطع فقاعداً' وبالإجماع' فلا يسقط وجوبه عن القادر عليه بالقياس الّذي ذكرتموه' فإنّ القياس أضعف الدّلائل لايجوز معارضة القطعيّ له۔"

حضرتؒ کی اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: ''وتوكل على العزيز الرّحيم الّذي يراك حين تقوم وتقلّبك في السّاجدين'' (سورة الشعراء: ٢١٧ تا ٢١٩) والذين يبيتون لربهم سجدا وقياما (سورة الفرقان: ٦٤) جس میں ''قیام'' کو سجود سے الگ کر کے مستقل سبب مدح قرار دیا گیا ہے۔ نیز متعدد مقامات پر ''قیام'' کا لفظ بول کر پوری نماز مراد لی گئی ہے، جیسا کہ سورۂ مزمل میں کئی آیات اس پر شاہد ہیں جو

قیام کی مستقل اور مقصود حیثیت پر دلالت کرتی ہیں۔ لہذا علامہ ابن الہمام اور حضرت مولانا عثمانی قدس سرہما کی یہ بات بہت وزن رکھتی ہے کہ قیام صرف سجود کا وسیلہ ہی نہیں ہے، بلکہ ایک مستقل اور مقصود بالذات رکن ہے، اور سجود پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں اسکے ساقط ہونے کی یہ وجہ کمزور ہے کہ وہ سجود کے تابع تھا، اس لئے سجدے کے ساقط ہونے سے وہ بھی ساقط ہوگیا۔

شاید اسی بنا پر علامہ سراج الدین ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شخص کیلئے قیام کو واجب قرار دیا ہے جو ائمہ ثلاثہ اور امام زفرؒ کا بھی مسلک ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

”یفترض علیه أن یقوم للقرائة، فإذا جاء أوان الرکوع والسجود أومأ قاعدا۔“ (النهر الفائق ج ۱ ص ۳۳۷) اگرچہ علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو تمام دوسرے فقہاء حنفیہ کے مخالف قرار دیکر اُسے انکے سہو پر محمول کیا ہے، (ردالمحتار ج ۴ ص ۵۳۵ فقرہ ۶۳۰۳) لیکن صاحب نہر کا یہ قول علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر کسی اعتراض کے نقل فرمایا ہے۔ (طحطاوی علی المراقی ج ۲ ص ۲۱) اور خود علامہ شامیؒ نے قہستانی، زاہدیؒ اور ولوالجیہ سے نقل کیا ہے کہ ایسا شخص رکوع کیلئے کھڑے ہوکر اشارہ کرے، اور سجدے کیلئے بیٹھکر، اور محیط برہانی میں شیخ الاسلام خواہر زادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی نقل کیا ہے (المحیط البرہانی ج ۳ ص ۲۷) جسکا حاصل بھی یہ ہے کہ اس سے قیام ساقط نہیں ہوتا۔ نیز علامہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بشر رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی (غالباً بشر بن المعلیٰ مراد ہیں جو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں) یہی قول نقل فرمایا ہے کہ:

”إنما سقط عنه بالمرض ما کان عاجزاً عن إتیانه، فأمّا فیما هو قادر علیه لایسقط عنه“ (المبسوط للسّرخسیّ ج ۱ ص ۲۱۳)

چنانچہ حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب نہر کے قول کے بارے میں فرمایا ہے: ”والأحوط عندی ما ذکره فی النهر من وجوب القیام علیه للقراءة---وهذا، وإن تفرّد صاحب النهر بذکره، ولم یوافقه علیه أحد من ناقلی المذهب، ولکنّه قویّ من حیث الدّلیل، فإنّ ظاهر حدیث عمران مؤیّد له کما لا یخفی۔ والله تعالی أعلم۔ (إعلاء السّنن ج ۷ ص ۲۰۳)

لیکن ایسے شخص سے قیام کے ساقط ہونے کی ایک اور وجہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے، جو یہ ہے:

”إنّ الغالب أنّ من عجز عن الرّکوع والسّجود کان عن القیام أعجز، لأنّ الانتقال من القعود إلی القیام أشقّ من الانتقال من القیام إلی الرّکوع، والغالب ملحق بالمتیقن فی الأحکام، فصار کأنّه عجز عن الأمرین، إلا أنه متی صلی قائماً جاز، لأنّه تکلّف فعلاً لیس علیه---فأمّا الحدیث، فنحن نقول بموجبه أنّ العجز شرط، لکنّه موجود ههنا نظراً إلی الغالب لما ذکرنا أنّ الغالب هو العجز فی هذه